مقالات ومضامین

کچھ آغاخان تعلیمی بورڈ کے بارے میں

مولانا نازر محمد
مدرس جامعہ فاروقیہ کراچی

نائن الیون (گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء) کے واقعہ کے فوراً بعد امریکہ نے سوچا کہ ہم مسلمان ملکوں میں تعلیم کا نظام کیسے ''درست'' کر سکتے ہیں؟ ستمبر ۲۰۰۲ء میں پیش کردہ ایک رپورٹ کے مطابق پہلا کام مسلم ممالک میں نظام تعلیم سے ان حصوں کو خارج کرنا طے کر دیا گیا، جن میں اسلاف، انصاف، اخلاق، شرم وحیاء، عدل وحاکمیت اعلیٰ اور جہاد کا تذکرہ ہے، اس کی جگہ حقوق نسواں، عالمی برادری، انسانی حقوق اور مذہبی جبر کے خلاف تحریک وغیرہ شامل کرنا لازم کیا گیا اس کے ساتھ ساتھ ورلڈ بینک کی رپورٹ میں پاکستان کے دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کا راستہ دکھایا گیا۔ اسی پالیسی پر عمل درآمد کرانے کے لیے پاکستان میں سیکولر نظام تعلیم رائج کرنے کی خاطر ہماری حکومت کو چھ سو ملین ڈالر کی امداد ملی ہے، حکومت نے ملک میں تعلیمی نظام، آغاخان بورڈ کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بورڈ کے قیام پر آنے والے ۳۷ لاکھ ڈالر کے اخراجات کا ۶۰ فیصد امریکہ نے ادا کیا ہے مذکورہ رقم حکومت پاکستان کے توسط سے آغاخان بورڈ کو دی گئی ہے۔ حکومتی دعویٰ ہے کہ آغاخان بورڈ جدید تعلیم وطریقہ امتحان متعارف کرائے گا اور آغاخان بورڈ کا نصاب قرآن اور نظریہ پاکستان کے مطابق ہوگا، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، نصاب میں تبدیلیاں اس لیے کی جارہی ہیں کہ جو تھوڑا بہت اسلام ہماری درسی کتابوں میں موجود ہے، اس کو بھی گوارا نہیں کیا جارہا ہے۔ اسلامیات کے لیے میٹرک کا جو نصاب پیش کیا گیا ہے اس میں قرآن سے متعلق کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ نصاب سے جن اسباق کو نکالا گیا ہے اور ان کی جگہ جن اسباق کو شامل کیا گیا اس پر نظر ڈالنے سے خوب اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح مسلم معاشرے کو مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ساتویں جماعت کی اردو کی کتاب سے نکالے گئے اسباق: حضرت عائشہؓ، ملی ترانہ، فتح مکہ، اکبر الہ آبادی، ہمارے اسلاف، باباشکر گنجؒ، قومی پرچم کے آداب، علامہ اقبالؒ، ابونصر فارابی۔

نئے شامل کیے گئے اسباق: اردو زبان کی کہانی، جادو کی مشعل، زیارت کی سیرت، ابتدائی طبی امداد، آؤ خط لکھیں، شہر نے کہا گاؤں نے کہا، مکڑا اور مکھی، دیہاتی عورت، جب وہ نرس بنی۔

چھٹی کلاس کی اردو کی کتاب سے بھی تاریخ، اسلام اور اخلاق پر مشتمل مضامین نکالے گئے۔ مثلاً ''اسلام کا پہلا تیرانداز'' کی بجائے ''صبح سویرے''، ''حضرت خدیجہؓ'' کی بجائے ''کسٹم آفیسر''، ''رحم دلی'' کی بجائے ''گوادر ایک اہم

تجارتی بندرگاہ''، ''شہیدوطن'' کی بجائے ''ڈزنی لینڈ کی سیر''، ''مولانا ظفرعلی خان'' کی بجائے ''مفید عمل''، ''سید احمد شہید'' کی بجائے ''فٹ بال'' نئے اسباق شامل کیے گئے ہیں، اس کے علاوہ چھٹی کی اردو کی کتاب سے ''کوہ صفا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش سے خطاب'' اور ''صلاح الدین'' کے اسباق بھی نکالے گئے ہیں۔

مسلمانوں کا نظام تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو ان کے دل ودماغ میں اسلام کے طریق فکر اور مقصد حیات کو صحیح طور پر پیوست کردے اور ان کو اس قابل بنائے کہ وہ مسلمانوں کی حیثیت سے دیکھیں، مسلمانوں کی حیثیت سے سوچیں اور اسلام کے بتائے ہوئے معیار کے مطابق زندگی بسر کرسکیں، آغا خان تعلیمی بورڈ سے اس کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے۔

آغا خانیوں کا کلمہ اس طرح ہے أشهد ان لااله الاالله واشهدأن محمدرسول الله وأشهد أن على الله۔ بین الاقوامی سطح پر آغا خانی اپنے جس عقیدے کو اسلام کا نام اور اسلامی رنگ دے کر انٹرنیٹ کے ذریعے پھیلانے میں مصروف ہیں اس کے مطابق ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) حضرت علی میں حلول کرگیا تھا، اس لیے حضرت علی خود خدا تھے اور حضرت علی کے یکے بعد دیگرے اسماعیلی ائمہ میں خدا کا حلول ہوتا رہا، گویا کہ اسماعیلیوں کے عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حاضر امام بعینہ علی ہے اور علی بعینہ اللہ ہے، لہٰذا حاضر امام بعینہ اللہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسماعیلی فرقہ حاضر امام کو خدا سمجھ کر اس کی عبادت کرتا ہے اور اس کو قاضی الحاجات سمجھ کر اسی کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ آغا خانی حاضر امام کے معتقد ہیں اور شریعت کے تمام احکام کو معطل سمجھتے ہیں اس لیے ان کے ہاں مسجد نہیں ہوتی، بلکہ اپنی تقریبات کے لیے ''جماعت خانہ'' میں جمع ہوتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ڈاکٹر زاہد علی کی کتاب ''تاریخ فاطمین مصر'') آغا خانی قرآن کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ ہمارے پاس تو بولتا قرآن یعنی حاضر امام موجود ہے۔ آغا خانیوں کا کہنا ہے کہ ہماری عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ حاضر امام ہمیں ایک بول (اسم اعظم) دیتے ہیں جس کے عوض ہم ۷۵ روپے ادا کرتے ہیں۔ پچاس سال کی عبادت معاف کرانے کے ہم پانچ سو روپے اور بارہ سال کی عبادت معاف کرانے کے بارہ سو روپے اور پوری زندگی کی بندگی معاف کرانے کے پانچ ہزار روپے، ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں۔

حد درجہ حماقت کی بات یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کی بیوی بتلاتے ہیں (حوالہ کے لیے دیکھیے گینان مومن چلتامنی از سید امام شاہ مقدس گنان کا مجموعہ ص ۱۴۴، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوی ایشن بڑے انڈیا، بمبئی) ان عجیب وغریب عقائد کے حامل اور اسلام دشمن سازشی عناصر کو ملک کے تعلیمی بورڈ کی سپردگی کیا معنی رکھتا ہے؟ ظلم پر مبنی اس آرڈیننس کا آخر کیا نتیجہ نکلے گا؟ آغا خان بورڈ تعلیمی دنیا کو کس رُخ پر لے جائے گا؟ آغا خان کمیونٹی کی حکمت عملی یہودیوں اور قادیانیوں کی طرح یہ ہے کہ قوت کے سرچشموں کو اپنے اثر ونفوذ میں لیا جائے، بظاہر امن پسندی کا ڈھونگ رچایا جائے اور اصل میں ہڈیوں میں اتر جانے والا ظلم ڈھایا جائے۔ اب جب کہ آغا خان بورڈ امریکی امداد اور حکومت پاکستان کی سرپرستی میں امتحانی نظام پر مرحلہ وار قبضہ کررہا ہے، تو پھر لامحالہ یہی بورڈ اپنا نصاب خود بنائے گا، خود پڑھائے

گا اور اسی کے مطابق امتحان لے گا اس سلسلے میں قوم کے نمائندوں کا کوئی اختیار نہیں ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ آغا خان بورڈ نے الحاق کے لیے جو شرائط نامہ جاری کیا ہے اس کے شق ۳،۳ کے مطابق کہا گیا ہے، ''اسکول لازماً اسی قومی نصاب کو اختیار کریں گے۔ جسے آغا خان یونی ورسٹی امتحانی بورڈ جاری کرے گا، یہاں مراد وہ ''قومی'' نصاب ہے جسے آغا خان بورڈ ''قومی'' نے میٹرک کے لیے اسلامیات کے جس نصابی خاکے کو جاری کیا ہے اس کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے۔''قومی مقاصد کے مطابق، اسلامیات کا نصاب وضع کرنے کے لیے، زیتونہ یونی ورسٹی، تیونس سے رہنمائی لی جائے گی'' سوچنے کی بات ہے کہ تیونس ہی کو کیوں نمونہ بنایا جارہا ہے؟ اس لیے کہ وہاں کے ''ماڈریٹ، روشن خیال، جدت پسند اور بالغ نظر'' آمر نے مسلمان ملک میں روزے پر پابندی لگانے اور اسکارف وحجاب کو ممنوع قرار دینے کے علاوہ مسجدوں میں خطبہ ونماز پر اپنے من مانے احکام چلانے شروع کردیے قوم کو عریانی، فحاشی اور بے راہ روی کی طرف لے جانے کے لیے اقدامات کیے۔

آغا خان یونی ورسٹی ایگزامینیشن بورڈ (AKU-EB) کے آرڈیننس کے مطابق اس بورڈ کو پورے پاکستان میں اپنے دائرے کو وسیع کرنے کا حق دیا گیا ہے جو کلی طور پر اپنی صوابدید پر کام کرے گا یعنی اس قانون کے تحت وہ بورڈ کی انتظامی مشینری میں جسے چاہیں رکھیں، چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی، یہ طے کرنا آغا خان بورڈ کے اختیار میں ہوگا، غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف آغا خان بورڈ کی خودمختاری اور آزادی کا یہ عالم ہے اور دوسری جانب پاکستان کے دینی مدارس کی خودمختاری سلب کرنے کے لیے بے چینی اور اضطراب۔

حقیقت یہ ہے کہ ''سیکولر پاکستان'' کی تشکیل کی سازش میں آغا خان تعلیمی بورڈ کا بڑا کردار ہے۔ حکمرانوں نے پاکستان کے سیاسی مستقبل کو خدشات وخطرات کا شکار کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی مستقبل کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔ کسی معاشرے اور قوم کے وقار اور خودی کو مسخر کرنے اور اسے ہمہ پہلو غلامی میں جکڑ لینے کا سب سے کامیاب گر تعلیم پر کنٹرول ہے، یہی وجہ ہے کہ گذشتہ برسوں کے دوران امریکہ نے مسلم دنیا کے بارے میں جتنی رپورٹیں جاری کی ہیں، ان میں مسلمان ملکوں کے نظام تعلیم کو بنیادی ہدف بنانے کی سفارش کی گئی ہے۔ اس پس منظر میں سمجھنا چاہیے کہ فی الوقت پاکستان میں تعلیمی نظام اس گروہ کے ہاتھ میں دیا جارہا ہے جو مغربی استعمار کی من پسند ٹیم پر مشتمل ہے اور جس گروہ کے فری میسن سے تعلقات کوئی راز کی بات نہیں۔

غیر اسلامی فکر اور لادینیت کے پرچار کے حامل ان لوگوں کی مکروہ کوشش وکاوش کی جھلک آغا خان ایجوکیشن کے ''سوال ناموں'' سے بھی صاف عیاں ہے۔ کلاس نہم سے گیارہویں جماعت تک کے طلباء وطالبات کی ''بالغانہ صحت سروے'' کے لیے ان سے کیے جانے والے سوالات کچھ یوں ہیں۔

(ا) آپ کے خیال میں پاکستان میں ایڈز کا سب سے خطرناک ذریعہ کون ہے؟ (الف) غیر محفوظ جنسی تعلقات

(ب) کمرشل جنسی ورکر (ج) ایک سے زیادہ جنسی تعلقات۔

۲۔آپ خود کو کس طرح ایڈز سے متاثر ہونے سے بچا سکتے ہیں۔(الف) محدود جنسی تعلقات رکھنے سے (ب) کمرشل جنسی ورکرز سے گریز (ج) حکیمی جڑی بوٹیوں اور دواؤں کے استعمال وغیرہ سے۔

۳۔کیا آپ دوستوں سے گرل فرینڈ/ بوائے فرینڈ رکھنے کی خواہش کا اظہار کر سکتے ہیں۔(الف) جی ہاں (ب) بالکل نہیں (ج) میں کر سکتا ہوں وغیرہ۔

۴۔اگر آپ نے کبھی جنسی تعلقات استوار رکھے ہیں تو پہلی بار جنسی تعلقات استوار کرتے وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

۵۔آپ کتنی مرتبہ نشہ کرتے ہیں۔

۶۔اگر آپ شراب پیتے / پیتی ہیں تو کتنی مقدار میں؟

۷۔آپ کے خیال میں کیا ایک لڑکے کا شادی سے پہلے جنسی تعلقات رکھنا جائز ہے؟

۸۔کیا آپ گاڑی لے کر گئے (الف) دوست کے گھر (ب) گھر کے آس پاس (ج) اپنے بوائے/گرل فرینڈ کے گھر۔

۹۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مذہب/ ثقافت یا روایات آپ کے جنسی رویوں کی صحیح تشکیل کرتے ہیں۔

۱۰۔اگر آپ کو کوئی جنسی مسئلہ درپیش ہو تو آپ کس سے اس کے متعلق بات کریں گے؟

اسی نوعیت کا سوال نامہ میٹرک، انٹر کے اساتذہ کے لیے بھی ہے۔اوپر درج شدہ سوالات اور ان کے مجوزہ جوابات پر غور کیجیے اور پھر کسی کلاس روم میں طلبہ وطالبات کے ان سوال ناموں کو پُر کرنے کا تصور کیجیے جس سے یہ کھلی حقیقت آپ کی سمجھ میں آ جائے گی کہ آغا خان فاؤنڈیشن کا مقصد جملہ مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کو ملیا میٹ کر کے ''لبرل ماڈریٹ'' مستقبل کی نشان دہی کرنا ہے۔وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم دوراندیشی سے کام لے کر ایک آزاد اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے مغرب کے زرخرید غلام نہ بنے، اتنا زیادہ ماڈریٹ، وسیع النظر، روادار، اعتدال پسند، جدت پسند اور روشن خیال بننے کی سعی بھی نہیں کرنی چاہیے، جس کے نتیجے میں اہل اسلام کو ان کی اخلاقی اقدار اور تہذیبی روایات سے لاتعلق کر کے دین اور مذہب سے ان کا رشتہ منقطع کر دیا جائے:

تازہ ہوا کے شوق میں اے ساکنانِ شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار ہی گر پڑے

☆☆☆